

قسط نمبر ۴

تاریخ قادیان

مرزا غلام احمد متنبی قادیان کے دعوائے نبوت کے بعد اس کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کے دماغ میں قادیان کو ریاست بنانے کا خط سہا چکا تھا۔ لہذا اس نے بجائے اپنے تبلیغی مقاصد کو فروغ دینے کے ریاست کی مضبوطی کے ذرائع اختیار کرنا شروع کر دیے اور مرزائی جماعت کو تبلیغی سانچے میں ڈھلنے کے ساتھ ساتھ سیاسی چالیں شروع کر دیں اور انگریز پرستی کے سبابہ میں اپنا سیاسی نظام بھی متوازی حکومت کی طرح بنایا۔

مسلمانوں کا بائیکاٹ :

سب سے پہلے اس نے مسلمانان قادیان کے سیاسی بائیکاٹ کی سکیم بنائی، ان سے تجارتی لین دین بھی ختم کیا اور اپنی جماعت کو حکم دیا کہ جس دوکان پر مرزائی انجمن احمدیہ کا بورڈ آویزاں نہ ہو، اس دوکان سے کوئی سودا نہ خرید نہ جائے۔ اور جو مرزائی اس حکم کی خلاف ورزی کرے، اس کو جرمانہ کیا جاوے۔

اس حکم کو مضبوط کرنے کے لئے مرزا غلام احمد کی کتب کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں :

”حضرت مسیح موعود کے منہ سے نہ ہوئے یہ الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں“ انہوں نے فرمایا :

۱۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج وغریبہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک چیز میں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے“

(خطبہ مرزا محمود احمد، پسر مرزا غلام احمد، اخبار الفضل، قادیان جلد ۱۹، نمبر ۱۳، ۳۰ جولائی ۱۹۳۰ء)

۲۔ "غیر احمدیوں کا کفر بیانات سے ثابت ہے اور کفار کیلئے دعائے مغفرت جائز نہیں!
(فتویٰ مفتی سرور شاہ، اخبار "الفضل" ۷ فروری ۱۹۷۱ء)

ریاست کی خواہش:

"احمدیوں کے پاس چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑا نہیں۔ جہاں احمدی ہی احمدی ہوں، کم از کم ایک علاقہ کو مرکز بنا لو، اور جب تک ایسا مرکز نہ ہو جہیں کوئی غیر مسلمان نہ ہو، اس وقت تک تم اپنے مطالبہ کے امور جاری نہیں کر سکتے اور نہ ہی اخلاق کی تعلیم ہو سکتی ہے نہ پورے طور پر تربیت کی جاسکتی ہے۔ اس لئے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مکہ اور حجاز سے مشرکوں کو نکال دو۔

ایسا علاقہ جب تک ہمیں نصیب نہیں ہوتا جو خواہ چھوٹے سے چھوٹا ہو مگر اسی میں "غیر مسلمان" نہ ہو۔ اس وقت تک ہمارا کام مشکل ہے۔ اور اگر یہ نہ ہو تو ہمارا کام اور بھی مشکل ہو جائیگا۔" (خطبہ محمود، الفضل، مارچ ۱۹۷۲ء)

بادشاہت کا خواب:

"تم اس وقت تک امن میں نہیں ہو سکتے جب تک تمہاری اپنی بادشاہت نہ ہو۔ ہمارے لئے امن کی ایک ہی صورت ہے کہ دنیا پر غالب آجائیں۔" (خطبہ محمود، الفضل، مارچ اپریل ۱۹۷۲ء)

ساری دنیا ہماری دشمن ہے۔ بعض لوگ، جب ان کو ہم سے مطلب ہوتا ہے تو ہمیں شاہی کہتے ہیں۔ جس سے بعض احمدی خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دوست ہیں، حالانکہ جنگ ایک شخص خواہ وہ ہم سے کتنی ہمدردی رکھنے والا ہو، پورے طور پر احمدی نہیں ہو جاتا ہمارا دشمن ہے۔" (تقریر محمود، ۲۵ اپریل ۱۹۷۲ء)

قائد اعظم کی مخالفت:

"کیا مسٹر جناح، ساری دنیا کے مسلمانوں کے نگر ان ہو سکتے ہیں اور کیا مسٹر جناح، اسلامی دنیا کے تمام نقائص اور غریبوں کو دور کر سکتے ہیں؟ کیا مسٹر جناح یا کوئی مسلمان نایندہ آج پھر ایمان کی پہلی حالت قائم کر سکتا ہے جو کہ قرین اولیٰ کی تھی؟" (اخبار الفضل، تابان ۲۸ اپریل ۱۹۷۲ء)

جب مرزائی جماعت اور اسی کے خلیفہ کے یہ متعصبانہ خیالات اور رجحانات ہماری توہم پر تادیب

کو ریاست بنانے کیلئے اور مسلمانوں یعنی فیروں کو قادیان سے نکالنے کا عملی پروگرام تو ان کے بنیادی مقصد تھے۔ لہذا اس کی ابتدا قادیان کے مسلمانوں پر جبر و سختی سے شروع ہوئی تھی۔

چنانچہ اس کی ابتدا بھی مرزا کی جماعت نے قادیان سے ہی شروع کی اور مسلمانوں کا تجارتی بائیکاٹ شروع ہوا۔ مسلمان ہکانداروں سے خرید و فروخت بند کی اور وہاں کے تجارتی لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ قادیان میں اپنا کاروبار کرنا چاہتے ہیں تو مرزا کی جماعت کے ہوم ڈیپارٹمنٹ سے لائسنس تجارت حاصل کر دیں۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ کا نام ناظر امور عامہ قادیان تھا اور یہ ریاست کی ابتدا تھی۔

اس ہوم ڈیپارٹمنٹ کے تحت ایک جنرل پریزیڈنٹ تھا، جس کے تحت ہر محلہ کے پریزیڈنٹ تھے۔ اس کا کام بائیکاٹ کی عملی نگرانی تھی۔

محکمہ کار خاص:

اس کی امداد کے لئے محکمہ کار خاص بنایا، جس کے فرائض سیاسی تھے اور ان میں ایک یہ بھی فرض تھا کہ وہ سارا دن بازاروں میں گھوم کر یہ رپورٹیں دے کہ کون سا مرزا کی مسلمانوں سے میل جول رکھتا ہے یا ان سے سودا خریدتا ہے، ان کی رپورٹوں پر ان لوگوں کو سزا دی جاتی تھی۔ اس لائسنس کے شرائط ملاحظہ ہوں:

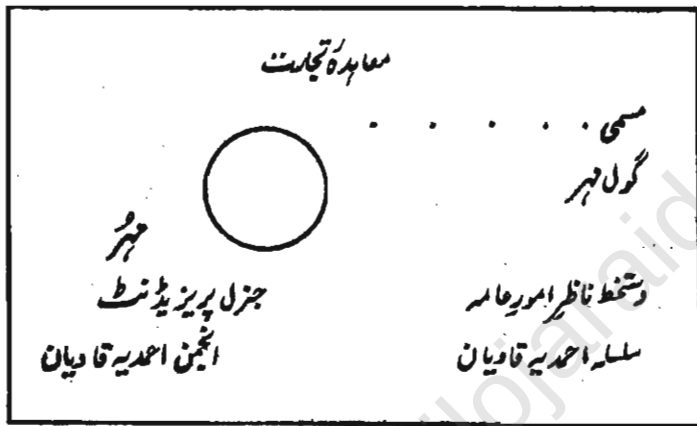
تجارتی معاہدہ

قادیان کی جماعت احمدیہ نے جو معاہدہ ترقی تجارت تجویز کیا ہے، مجھے منظور ہے، میں اقرار کرتا ہوں کہ ضروریات جماعت احمدیہ کا خیال رکھوں گا اور نیز جو حکم ناظر امور عامہ دے گا، اسکی بلا چون و چرا تعمیل کروں گا۔ نیز جو ہدایات و فتاویٰ جاری ہوں گی، ان کی بھی پابندی کروں گا۔ اگر میں کسی حکم کی خلاف ورزی کروں تو جو جرمانہ تجویز ہوگا وہ ادا کروں گا، میں عہد کرتا ہوں کہ میرا جو جھگڑا احمدیوں سے ہوگا، اس کے لئے امام جماعت احمدیہ قادیان کا فیصلہ میرے لئے قابلِ حجت ہوگا اور ہر قسم کا سودا احمدیوں سے خریدوں گا۔

معاہدہ کی خلاف ورزی کی صورت میں ۲۰ روپیہ سے لے کر ۸۰ روپیہ تک جرمانہ ادا کروں گا اور بیس روپیہ پیشگی جمع کروں گا۔

اگر میرا جمع شدہ روپیہ ضبط ہو جاوے تو مجھے اس کی واپسی کا حق حاصل نہ ہوگا۔ نیز میں عہد کرتا ہوں کہ احمدیوں کی مخالفت مجلس میں شریک نہ ہوں گا۔

نقل لائسنس بورڈ



ناظرین! آپ خود فرمائیے کہ ریاستی لائسنس کی اجازت انگریزی حکومت نے مرزائی جماعت کو سیاسی غلبہ حاصل کرنے کے لئے کیوں دے رکھی تھی؟

پھر جس کے پاس یہ لائسنس نہ ہو، کیا وہ قادیان میں مرزائی جماعت سے کرایہ کی دکان یا رہائشی مکان حاصل کر سکتا تھا؟

پھر اس پر طرہ یہ کہ محکمہ کار خاص کے والٹیر، لائسنس حاصل نہ کرنے والوں کی دکان پر کھلے بند پکٹنگ کرتے تھے کہ کوئی بمول چوک سے بھی کسی غیر مرزائی مسلمان دکاندار سے سودا نہ خرید سکے اور وہ سودا خریدنے والے ہر مرزائی کو روکتے۔ اور بمول چوک سے سودا خریدنے والوں کو ناظر امور عامہ جرمانہ کی سزا دیتے تھے۔

کیا یہ ریاست قادیان بنانے کا علی پروگرام نہ تھا جو انگریزی حکومت کی خدمت کا جیلہ تھا؟
محکمہ کار خاص کی سرگرمیاں؟

محکمہ کار خاص کا سربراہ مرزا محمد خلیفہ قادیان کا براہِ حقیقی خور و کیٹن مرزا اشرف احمد تھا جس کا بیٹا مرزا ظفر احمد باریٹ لار تھا۔ اس محکمہ کا انچارج مقامی مولوی عبدالعزیز آف بھامڑی تھا۔ جسکو عرفیہ عام میں "عزیز بھامڑی" کہتے تھے۔ یہ "عزیز بھامڑی" وہی ہے جس نے ربوہ میں عالیہ فساد کو دایا اور کالج کے مسلمان بچوں پر ریلوے سٹیشن ربوہ پر خون ریز حملہ کر دایا، جو مرزا ناصر احمد خلیفہ ثالث ربوہ کا یادگار ہے اور مرزا ناصر احمد، انجمن خدام الاحمدیہ قادیان کا پریزیڈنٹ تھا۔ ہر دو ملاقاتیں مرزائیوں کے جلسہ میں مرزائی والٹیرز کے نگران اور انچارج ہوتے تھے۔ محکمہ کار خاص کے

ملازمین سفید کپڑوں میں صبح شام ریلوے اسٹیشن قادیان پر خصوصی فرائض سرانجام دیتے تھے۔ باہر سے آنے والے مسافروں کی نگرانی کرتے، ان سے اتہ پتہ پوچھتے اور فوراً اگر محکمہ میں رپورٹ دیتے۔ جس طرح حکومت برطانیہ کی سی۔ آئی۔ ڈی، ریلوے اسٹیشن قادیان پر فرائض سرانجام دیتی تھی۔

محکمہ کارِ خاص کے کچھ کارکن ٹائلر ریلوے اسٹیشن تک جاتے اور نئے مسافروں کی ہر طرح سے خبر گیری رکھتے اور ہر طبقہ پر جا سوسی کرتے۔ یہ سب ہتھکنڈے نئے مسافروں کو مرعوب کرنے کے لئے ہوتے یا مرزائی جماعت کے رعب و دبدبہ سے کوئی ان کی مخالفت نہ کرے۔ اور وہ مسافر جس گھر میں جا کر قیام کرتے، ان کا پتہ نوٹ کر کے اپنے سربراہ کو اطلاع دیتے۔ علاقہ میں ہر قسم کے جلے جو مرزائیوں کی طرف سے یا ان کے خلاف ہوں، کی بھی ڈائری نوٹ کرتے۔ غرضیکہ یہ محکمہ ہر طرح برطانوی محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی کی طرح چاک و چوبند رہتا اور رپورٹیں لاتا کہ کونسا مرزائی ہندوؤں یا مسلمانوں سے میل ملاقات رکھتا یا کسی طرح بھی ان کی پرائیویٹ مذہبی یا سیاسی سوسائٹی میں شریک ہوتا ہے۔ مولوی عبدالعزیز بھامڑی کے علاوہ مولوی ظفر محمد، مولوی فاضل، مولوی نذر محمد، گل نور پٹھان، ابراہیم ہاشمی شاعر احمدیت و مولوی عبدالرحمن عرف مولوی جٹ بھی اس محکمہ کے خصوصی امدادی کارکن تھے۔

نیشنل لیگ کا قائد اعظم؛

اس کارِ خاص کے علاوہ احمدیہ نیشنل لیگ کا سیاسی محکمہ تھا جو اس کارِ خاص کی برانچ تھا اور احمدیہ کو بھی اس کی برانچ تھی۔

نیشنل لیگ کے سربراہ کو قائد اعظم کے الفاظ سے خطاب کرتے تھے جو سر ظفر اللہ خاں کا بھائی چوہدری اسد اللہ خاں بیسمر تھا اور محمد صادق شبنم سبکوٹری تھا۔ احمدیہ کو رکانہ پناج محمدیات سرمہ فروش تھا جو کورکمانڈر کہلاتا تھا۔ اس کو لے کے الفاظ کو ڈور ڈھچ (CODR) (word) ہوتے تھے۔

اس طرح قادیان کے قصبہ پر مرزائی جماعت نے متوازی حکومت قائم کر رکھی تھی تاکہ مخالفین پر سیاسی دباؤ ڈال کر یا ان کو مرزائی بنایا جاسے یا ان کو قادیان بدر کیا جاسکے۔ یہ لوگ بائیکاٹ کے ہر طرح سے انچارج تھے۔

چنانچہ حبیب الرحمن عرف خان کابلی کو قادیان بدر کیا گیا، اس کو قادیان میں آنے کی

اجازت نہ تھی۔

مولوی عبدالکریم مباہدہ بھی قادیان بدر کیا گیا۔

ان لوگوں سے پہلے اخبار ”الفضل“ قادیان کے ایڈیٹر محفوظ الحق علی اور جہ محمد شہاب سب ایڈیٹر مولوی الشریف ہمدانی کے بھی قادیان بدر کی سزا دی گئی اور ان کو جان بچانے کے لئے وہاں سے بھاگنا پڑا۔ چنانچہ یہ لوگ بھائی مذہب اختیار کر گئے۔

شاعران احمدیت:

مرزائی جماعت میں ایک ٹولہ مخصوص شاعروں کا بھی تھا۔ جو مرزائی جماعت کی حمایت میں اسلام کے خلاف بدزبانی کرتے اور مسلمانوں کے بزرگوں کی شان میں گستاخانہ نظمیں بناتے، جن میں خصوصی طور پر قاضی اکمل، رحمت اللہ شاکر، روشن الدین تنویر، ثاقب زیروی، حسن رہتاسی، ڈاکٹر منظور سلوانوی، حافظ سلیم اٹاوی، ابراہیم عاجز ماشکی، میر قاسم علی، قابل ذکر ہیں۔

قاضی اکمل کے اشعار نمونہ ملاحظہ ہوں جو اس نے غلام احمد متنبی کی شان میں لکھے۔

محمد بھڑا تر آئے ہیں ہم میں !!

اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل

غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں !

(معاذ اللہ، نقل کفر کفر نہ باشد۔ ناقل)

اس قسم کی ناقابلِ برداشت اور دل آزار نظمیں لنگر خانہ میں مشاعرے کروا کر پڑھی جائیں اور مرزائی جماعت اور ان کے نام نہاد ”مقدسین“ ان کی داود بیتی اور انعام و اکرام سے فوازتے۔

اور یہ سب انگریزی حکومت کے کھونٹے پر ناج تھا۔

لنگر خانے:

مرزائی جماعت کے دو لنگر خانے تھے، ایک حکام کیلئے، ایک عوام کیلئے۔ حکام ضلع گورداس پور یا پنجاب، جو دستاً فوقتاً کسی بھی وجہ سے قادیان آتے، محکمہ کارخانہ فوراً محکمہ امور میں اطلاع دیتا، ان کے لئے کھانا اعلیٰ قسم، انگریزی یا دوسری مرزہ پر تیار کروایا جاتا اور اعلیٰ قسم کے